صدقہ کا بکرا

- ای م#ئلہ کی وضا ت

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

صدقہ کا بکرا—ایک مسئلہ کی وضاحت

مسئلہ کی صورت

حامداًومصلیاً: عوام الناس میں صدقہ کے بکرے کی ایک رسم رائج ہے، اس سلسلہ میں فقہی غور وفکر کی ضرورت ہے، لہٰذا اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

عام طور پر لوگ جس کو صدقہ سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی شخص سخت بیمار ہو جاتا ہے تو اس خیال سے کہ جان کے بدلے جان دینا چاہیے، اس کی جانب سے بکرا ذبح کر کے فقراء کو تقسیم کرتے ہیں؛ اور بعض لوگوں میں اس کے ساتھ یہ بھی رسم ہے کہ اس بکرے کو بیمار کے قریب لے جا کر بیمار کا ہاتھ اس پر پھیرتے ہیں، یا بکرے کو بیمار کے سر سے پیر تک چلاتے ہیں اور اس میں خیال یہ ہوتا ہے کہ اس بیمار کی بیماری اس میں اُتر گئی، اور اس کو اُتارا کہتے ہیں؛ اور بعض لوگوں میں مزید یہ ہوتا ہے کہ اس صدقے میں کالے بکرے کی تخصیص کرتے ہیں۔

اس طرح کے بکرے عوام کی زبان میں ''صدقے کے بکرے'' کہلاتے ہیں اور اکثر لوگ ''مدارس اسلامیہ'' میں طلبہ کو کھلانے کے لیے اس قسم کے بکرے دے جاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس عقیدے کے ساتھ اور ان تخصیصات کے ساتھ جو بکرے ذبح کئے جاتے ہیں، ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس بارے میں پہلے بعض اکابر علماء کے فتاوی نقل کرتا ہوں، پھر ان کی ضروری توضیح کروں گا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا فتوی

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا تھا، پہلے سوال ملاحظہ کیجئے:

سوال: زید سخت بیمار ہوا، اس وقت اس کے خویش واقارب نے ایک بکرا لا

کر زید کی جانب سے ذبح کر کے اس کا گوشت للہ فقراء کو تصدق کر دیا، اور یہ عام رواج ہو گیا ہے، اور اس طریقہ کو دم نام رکھا ہے۔ آیا یہ طریقہ شرعاً کیسا ہے اور اس کا ثبوت کہیں ہے یا نہیں؟

اس کا جواب حضرت تھانویؒ نے یہ دیا ہے:

الجواب: چونکہ (اس عمل سے) مقصود فداء ہوتا ہے اور ذبح کی یہ غرض صرف عقیقہ میں ثابت ہے، اور جگہ نہیں؛ اس لیے یہ طریقہ بدعت ہے۔(۱)

حضرت تھانویؒ کا دوسرا فتوی

اسی قسم کے ایک سوال کا جواب حضرت تھانویؒ نے مزید وضاحت سے دیا ہے اور وہ فارسی زبان میں لکھا گیا ہے؛ یہاں صرف جواب کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:

الجواب: اگر چہ خیر القرون میں اس کی عادت کا ہونا نظر سے نہیں گذرا، مگر قاعد کلیہ شرعیہ کی طرف نظر کرتے ہوئے، یہ عمل فی نفسہ اباحت کا حکم رکھتا ہے، لیکن بعض عوارض کے سبب اس کے بدعت ہونے پر فتوی دینا میرا معمول ہے۔ اور وہ عارض یہ ہے کہ اکثر لوگ اس عمل میں نفس صدقہ کو نافع نہیں سمجھتے، بلکہ خاص طور پر جانور ذبح کرنے اور خون بہانے کو مریض کا فدیہ جانتے ہیں۔ اور یہ بات غیر قیاسی ہے جو (قرآن وحدیث کی) نص کی محتاج ہے، اور نص ہے نہیں، اور عوام کے اس اعتقاد پر دلیل، ان لوگوں کا جانور کی قیمت کی مقدار صدقہ کرنے پر راضی نہ ہونا ہے۔(۲)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب کا فتوی

نیز پاکستان کے مشہور عالم حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی

(۱) امداد الفتاوی: ۵/۳۰۷ (۲) امداد الفتاویٰ: ۵/۳۰۷

دامت برکاتہم نے اسی سلسلہ کے ایک سوال کا جواب تفصیل سے دیا ہے، فرماتے ہیں:

''آفات و بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہوگیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، جان کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں چونکہ اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے، لہٰذا ناجائز ہے، اور کسی قسم کا صدقہ وخیرات کردے، شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے سوا اور کہیں بھی جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں۔ یہ بھی غلط عقیدہ اچھے اچھے دیندار لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے، اس لئے علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح پر خاص توجہ دیں، اور مدارس دینیہ میں اس قسم کے بکرے جو دئے جاتے ہیں، ان کو ہرگز قبول نہ کریں۔ علماء کی چشم پوشی اور ایسے ''بکروں'' کو قبول کر لینے سے اس گمراہی کی تائید ہوتی ہے۔ (۱)

توضیحاتِ احقر

ان فتوؤں سے چند امور پر روشنی پڑتی ہے، میں یہاں ان کی توضیح کروں گا تا کہ بات بالکل صاف طریقہ سے سامنے آجائے:

(۱) بیماری سے شفاء اور مصائب اور آفات سے حفاظت کیلئے صدقہ کے طور پر جانور ذبح کر کے فقراء کو دینا فی نفسہ درست ہے، اور یہ عمل اس مقصد میں مؤثر ومفید بھی ہے، جیسے اور چیزوں کا صدقہ دینا درست ومؤثر ہے۔

چنانچہ احادیث میں صدقہ کی ترغیب کے ساتھ اس کا سبب شفاء امراض ہونا

(۱) احسن الفتاویٰ: ۱/۳۶۷

اور دفع مصائب کے لئے مفید ہونا بھی وارد ہوا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

"قال رسول الله ﷺ :حَصِّنُوْا أَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ ، وَ دَاوُوْا مَرْضَا کُمْ بِالصَّدَقَةِ "(نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مالوں کی حفاظت زکوٰۃ کے ذریعہ کرواور اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو)۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات بیماری کے لئے شفاء کا سبب ہیں۔ ایک اور حدیث میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

" إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّب وَ تَدْفَعُ عَنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ " (صدقہ خیرات، رب کے غصہ کو ٹھنڈا کردیتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے)۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے غضب کی وجہ سے جو مصائب و پریشانیاں پیش آتی ہیں، صدقہ ان سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے، اس طرح کہ وہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کردیتا ہے۔

مگر یہ مطلق صدقہ کے بارے میں ہے، خواہ وہ اناج کی شکل میں دیا جائے ، یا رقم دی جائے ، یا کپڑا دیا جائے ، یا جانور ذبح کرکے گوشت دیا جائے یا پکا کر کھلایا جائے ، یا اور کوئی چیز دی جائے۔

(۲) عوام الناس نے بیماری سے شفاء اور آفات سے تحفظ کے لیے صدقہ میں جانور کی جو تخصیص کر رکھی ہے، یہ صحیح نہیں ہے، اور اس میں دو طرح کی غلطی لوگوں سے ہو رہی ہے:

---

(۱) معجم کبیر طبرانی: ۱۰/۱۲۸، معجم اوسط: ۲/۲۷۴، سنن بیہقی: ۳/۳۸۲ (۲) ترمذی: ۱/۱۴۴، رقم: ۶۶۴، صحیح ابن حبان: ۸/۱۰۳

(الف) ایک یہ کہ اس میں اکثر لوگوں کا عقیدہ ہو گیا ہے کہ یہ جان کے بدلہ جان ہے، جس کو جان کا فدیہ کہتے ہیں، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہم یہ جانور اللہ کے نام پر دیں گے تو اللہ اس جان کے بدلہ ہماری یا فلاں کی جان کی حفاظت کرے گا۔ اسی لیے اکثر لوگ کوئی اور چیز صدقہ دینے یا جانور کی قیمت صدقہ کرنے تیار نہیں ہو تے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ عام طور پر جانوروں کے صدقہ وخیرات میں مذکورہ عقیدہ پوشیدہ ہوتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس عقیدہ کے ساتھ جانور کا صدقہ درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب اوپر کے فتاوی میں موجود ہے کہ یہ عقیدہ عوام کا خودساختہ اور بدعت ہے۔ لہٰذا اس عقیدے کے ساتھ صدقہ درست نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جان کے فدیہ میں جانور ذبح کرنا شریعت میں صرف دو موقعوں پر ثابت ہے: ایک قربانی میں اور دوسرے عقیقہ میں۔ ان دو موقعوں کے سوا کسی اور جگہ اس مقصد کے لیے جانور دینے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا اپنی طرف سے بیماری و پریشانی کے موقعہ پر جان کے بدلہ جان کا صدقہ متعین کرنا دراصل دین میں اضافہ اور بدعت ہے، جیسا کہ اوپر کے فتوؤں میں تصریح کی گئی ہے۔

اس پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب شریعت میں قربانی اور عقیقہ کے موقعہ پر فدیہ میں جانور دینے کا ثبوت ہے، تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے بیماری وغیرہ کے موقعہ پر فدیہ میں جانور دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ اس کا جواب حضرت تھانویؒ کے فتوے میں دیا گیا ہے: وہ یہ کہ جان کے بدلہ جان دینا امر غیر قیاسی ہے، جس پر کسی اور مسئلہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس کے لیے تو نص کی ضرورت ہے، اور نص ہے نہیں۔ لہٰذا اس پر قیاس کر کے دوسرے موقعہ پر اس کو متعدی نہیں کیا جا سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ فقہی اصول ہے کہ قیاس صرف ان امور میں درست ہے جو عقل سے سمجھے جاسکتے ہوں، ورنہ قیاس جائز و درست نہ ہوگا۔

علامہ سرخسی اور علامہ بزدوی نے قیاس کے صحیح ہونے کی پانچ شرطیں لکھی ہیں، اوران میں سے ایک یہ بھی لکھی ہے کہ:" والثانی أن لا یکون معدولاً عن القیاس"۔(۱)

لہٰذا جب اس عقیدے کے ساتھ ذبح وصدقہ امر خلاف قیاس ہے تو اس پر قیاس کرنا بھی جائز نہ ہوا، لہٰذا ان دو موقعوں کے علاوہ کسی اور موقعہ پر اس عقیدے سے ذبح وصدقہ جائز نہیں، خلاصہ یہ کہ اس خاص عقیدہ کے ساتھ صدقہ کا جو رواج ہے یہ شرعی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے اور بدعت میں داخل ہے۔

(ب) اس میں دوسری خرابی یہ ہے کہ شریعت میں صدقہ عام تھا، کسی بھی چیز سے دیا جاسکتا تھا، مگر عوام نے اس کو جانور کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اسی لیے یہ لوگ اس موقعہ پر کسی اور چیز کے ذریعہ صدقہ کرنے راضی نہیں ہوتے، بلکہ جانور ہی دینے پر مصر ہوتے ہیں۔ اور یہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ بلا دلیل کسی عام کی تخصیص جائز نہیں، یہ بھی شریعت میں دخل اندازی کے مترادف اور بدعت ہے۔

(ج) ہوسکتا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوں جو نہ ایسا عقیدہ رکھتے ہوں اور نہ تخصیص کرتے ہوں، بلکہ محض ثواب کے لئے یا شفاء امراض اور آفات سے تحفظ کے لئے بلا تخصیص، جیسے اور چیزیں صدقہ کرتے ہیں ایسے ہی جانور بھی صدقہ دیتے ہوں، مگر چونکہ اس سے غلط عقیدہ رکھنے والوں کی تائید ہوتی ہے، لہٰذا صدقہ کے بکروں کا رواج ہی ترک کرنے کے قابل ہے، لہٰذا صدقہ دینا ہی ہے تو کسی اور چیز سے دیا جائے، روپیہ پیسہ، اناج، کپڑا، کھانا وغیرہ، بلکہ رقم دیدینا افضل بھی ہے کہ

(۱) اصول السرخسی: ۲/۱۴۹، اصول البزدوی: ۱/۲۵۵

اس سے حاجت مند اپنی ضروریات کو آسانی سے پوری کرسکتا ہے، لہٰذا جن کا عقیدہ ہی غلط ہے ان کو تو اس سے توبہ کرنا اور اس سے احتراز کرنا ہی ہے اور جن کا عقیدہ غلط نہیں، ان کو بھی چاہئے کہ اس سے پرہیز کریں تا کہ بدعت کی تائید نہ ہو۔

عام مسلمانوں سے گزارش

ان توضیحات کے بعد میں عام مسلمانوں سے گذارش کرتا ہوں کہ اسلام میں صدقہ وخیرات کی جو اہمیت ہے اور اسکی جتنی تاکید وترغیب آئی ہے، اس کے پیش نظر صدقات وخیرات کا اہتمام کرنا چاہئے، مگر اسی کے ساتھ اس بات کی کوشش بھی کرنا چاہئے کہ ہمارا صدقہ وخیرات، اللہ کے نزدیک مقبول ہو۔ اور عمل کے مقبول ہو نے کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ نیت میں اخلاص ہو کہ صرف اللہ کی رضا اور ثواب کے حاصل کرنے کے لیے عمل کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ عمل قانون شریعت کے دائرہ میں ہو۔ اگر ہم ایک عمل پورے اخلاص سے کریں مگر وہ عمل شریعت سے ثابت نہ ہو تو وہ عمل ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ مثلا کوئی شخص محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے روزانہ پانچ وقت کے بجائے چھ وقت نماز پڑھے، یا فجر میں دو کے بجائے چار رکعت فرض نماز پڑھے، تو کیا وہ مقبول عمل قرار دیا جائے گا یا مردود؟ ظاہر ہے کہ مردود ہی کہا جائے گا۔ وجہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کام شریعت کے دائرہ میں نہیں ہوا، حالانکہ اخلاص ہے۔ لہٰذا اپنے صدقہ کو بھی مقبول بنانے کے لیے ضرورت ہے کہ اخلاص کے ساتھ ساتھ قانون شریعت کے مطابق اس کو کیا جائے۔

اور اوپر عرض کیا گیا ہے کہ جان کے بدلہ جان سمجھ کر بکرا یا کوئی اور جانور صدقہ دینا اور اسی طرح جانور دینے کی کوئی خصوصیت سمجھنا، خلاف شریعت اور بدعت ہے۔ اس لیے بیماری، مصیبت وپریشانی کے موقعہ پر صدقہ دینا ہو تو جانور کو

مخصوص نہ کیا جائے، بلکہ جو میسر آئے وہ اللہ کے نام پر صدقہ دیدیں، بلکہ رقم دینا زیادہ بہتر ہے۔ اور امید رکھیں کہ اللہ تعالی صدقہ کی برکت سے ثواب دیں گے اور مصائب وآفات سے حفاظت فرمائیں گے اور بیماری سے شفاء عطاء فرمائیں گے، اور یہ سب صدقہ کی برکت سے ہوگا، صدقہ کے بدلہ نہیں۔ برکت و بدلہ میں بہت فرق ہے۔ اللہ تعالی صدقہ سے خوش ہوکر اس پر برکات مرتب فرماتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک چیز لیکر اس کے بدلہ دوسری چیز دیتے ہیں؛ دیکھئے قربانی کے سلسلہ میں فرمایا گیا کہ قربانی کا گوشت وخون خدا کے پاس نہیں پہنچتا بلکہ اللہ کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ اس لیے جو میسر آجائے وہ صدقہ دیں۔

اہل مدارس سے گذارش

یہاں اہل مدارس سے بھی ایک گزارش کرتا ہوں، وہ یہ کہ عام لوگ صدقہ کے جانور مدارس اسلامیہ میں طلبہ کے لیے دیتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اخلاص سے دیتے ہیں، مگر بدعت ہونے کی وجہ سے یہ بے برکت ہوتے ہیں۔ لہذا اہل مدارس کو اس کے لینے میں احتیاط کرنا چاہئے، ایک تو اس لیے کہ مدارس کی طرف سے اس بدعت کو سند جواز نہ مل جائے، دوسرے اس لیے کہ طلبہ کے لیے اس قسم کی چیز مناسب بھی نہیں ہے جس میں بدعت شامل ہے۔

دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ اہل مدارس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کی بدعات پر نکیر کریں اور عوام کے عقائد واعمال کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دیں، تاکہ ایک طرف اگر عوام کی اصلاح ہو تو دوسری طرف اہل مدارس کو ان کی طرف سے پاک وصاف اور حلال وطیب مال کے ذریعہ امداد ملے، جس میں برکات کا ظہور ہوگا اور طلبہ پر نیک اثرات مرتب ہوں گے۔ فقط

شعیب اللہ خان عفی عنہ۔ ۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ